(۱)

فنافی القرآن کے مقام پر فائز عاشقِ قرآن

حافظ عاکف سعید
ڈائریکٹر قرآن اکیڈمی لاہور

آج کی تقریب' جیسا کہ اخباری اعلان سے ظاہر ہے' ترجمۂ قرآن حکیم کی DVD کی تعارفی تقریب ہے۔ اس DVD کی ایک خاص بات یہ ہے کہ نہ صرف اس ایک DVD میں مکمل ترجمۂ قرآن محفوظ کرلیا گیا ہے' بلکہ قواعدِ عربی کا لحاظ کرتے ہوئے طالبانِ قرآن کی سہولت کے لیے الفاظ و آیات کی صرفی ونحوی تشریح و وضاحت بھی اس میں شامل ہے' جس نے اس کی افادیت کو دوچند کر دیا ہے۔

دوسری خاص بات جو میرے نزدیک بہت اہم ہے' یہ ہے کہ قرآن حکیم کا صرفی ونحوی تشریح کے ساتھ یہ گراں قدر ترجمہ ایک ایسے شفیق بزرگ اور نہایت قابل احترام استاد پروفیسر حافظ احمد یار مرحوم کی زبان سے ہے جن کا قرآن حکیم کے ساتھ والہانہ لگاؤ ایک ضرب المثل کا درجہ رکھتا ہے۔ وہ خدمت قرآنی کے بے پناہ جذبے سے سرشار ایک ایسے عاشقِ قرآن تھے جن کے بارے میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ وہ فنافی القرآن کے مقام پر فائز تھے۔ چنانچہ قرآن کے ساتھ ان کے اس والہانہ تعلق کا مظہر یہ تھا کہ قرآن کی زبان' قرآن حکیم کا رسم الخط' قرآن حکیم کی قراءت' قرآن حکیم کے اعراب اور رموز و اوقاف کے ساتھ ساتھ قراءاتِ سبعہ جیسے دقیق علمی موضوعات بھی یکساں طور پر ان کی دلچسپی کا مرکز تھے۔ یہی نہیں' قرآنی آیات کی خطاطی کے نمونے' چوٹی کے مصری قراء کے تلاوتِ قرآن مجید کے ریکارڈ' پوری دنیا کے مختلف ممالک میں طبع شدہ قرآن حکیم کے نادر نسخے اور بالخصوص روایتِ حفص عن عاصم کے علاوہ دیگر روایات خصوصاً روایتِ ورش اور روایت دوری کے مطابق کتابت شدہ مصاحف اور قرآن مجید کے مختلف تراجم جمع کرنے کا انہیں جنون کی حد تک شوق تھا۔

وہ بیک وقت قرآن حکیم کے معلم بھی تھے اور متعلم بھی۔ چنانچہ وہ اس حدیث مبارکہ کا مصداقِ کامل تھے کہ ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ))۔ مذکورہ بالا تمام علومِ قرآنی پر وہ ایک اتھارٹی کا درجہ رکھتے تھے۔ بالخصوص رسمِ عثمانی کے تناظر میں آج کے دَور میں شائع شدہ عرب و دیگر ممالک کے رسم الخط اور علاماتِ ضبط پر اُن کے پائے کا شاید ہی کوئی اور عالم آج دنیا میں موجود ہو۔

الحمدللہ کہ مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ حافظ صاحب مرحوم کی حیاتِ طیبہ کے آخری آٹھ دس سال مَیں ان کے بہت قریب رہا۔ یہ امر میرے لیے باعث سعادت تھا کہ وہ اپنے ذاتی اور گھریلو معاملات بھی مجھ

سے share کرتے تھے۔ آج محترم حافظ صاحب کی ذات تو میرا موضوع نہیں ہے' اس موضوع پر میرا ایک قدرے مفصل مضمون قبل ازیں حکمت قرآن کے ستمبر ۲۰۰۰ء کے شمارے میں شائع ہو چکا ہے۔ تاہم آج موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی ذات کے حوالے سے میں مختصراً یہ چند جملے ضرور کہنا چاہوں گا کہ وہ بہت سادہ منش' درویش صفت' نہایت خلیق اور انتہائی خود دار انسان تھے۔ ان کے ظاہر و باطن میں دوئی نہیں تھی' بلکہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے زیادہ صاف اور اُجلا تھا۔ بے پناہ وسعت مطالعہ رکھنے اور بے شمار علوم بالخصوص علوم قرآنی اور عربی زبان میں بہت اونچا مقام رکھنے کے باوجود ان کا مزاج طالب علمانہ تھا اور کبر و عجب کا ان میں شائبہ تک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قناعت' توکل اور تواضع کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ شہرت و ناموری سے دور رہ کر علم و تحقیق کے میدان میں بھرپور محنت کرنا اور مزید حصولِ علم کے لیے کوشاں رہنا ان کا شعار تھا۔

تعلیم و تعلّم اور تحقیق و جستجو کے میدان میں وہ perfection کے قائل تھے۔ وہ اگر کسی مضمون کا پرچہ مرتب کرتے تو اس عرق ریزی کے ساتھ کہ دیکھنے والے اصحابِ نظر عش عش کر اٹھیں۔ پرچہ چیک کرتے تو حق ادا کر دیتے۔ ان کے بہت سے شاگرد آج یہاں موجود ہیں' جن میں سے بعض خود اساتذہ اور پروفیسر بھی ہیں۔ وہ اپنا تجربہ مجھ سے بہتر بیان کر سکتے ہیں۔ بلا شبہ وہ ایک مثالی استاد تھے۔ کسی کتاب پر تبصرہ لکھنا ہوتا تو بار بار مطالعہ کرتے' جا بجا notes لیتے' کتاب کے حسن و قبح دونوں پہلوؤں سے رائے زنی کرتے' comments دیتے اور پھر اپنے notes اور comments کو یوں جمع کرتے گویا ایک تحقیقی مقالہ پیش کرنا ہو۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ خدمت قرآنی کے حوالے سے جو ذمہ داری بھی کبھی ان پر ڈالی گئی انہوں نے اپنی پیرانہ سالی اور عوارض کی پرواہ کیے بغیر والہانہ انداز سے اسے نبھایا۔ ۱۹۸۹ء (۱۴۰۹ھ) کے ماہِ رمضان المبارک کا دورۂ ترجمۂ قرآن اس کی ایک درخشاں مثال ہے کہ اس زمانے میں انہیں ایک ایسا عارضہ لاحق تھا کہ اس کے ہوتے ہوئے مسجد میں جا کر صرف فرض نماز ادا کرنا بھی محال تھا' لیکن اس حالت میں انہوں نے قرآن اکیڈمی میں ماہِ رمضان میں نماز تراویح کے ساتھ مکمل دورۂ ترجمۂ قرآن کی تکمیل کر کے ایک ناممکن کام کو ممکن کر دکھایا۔ یہ پُر مشقت کام کم و بیش روزانہ پانچ گھنٹوں پر محیط ہوتا تھا۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی بھی دوسرے شخص کے لیے ایسے حالات میں محض مسجد جا کر نماز ادا کرنا بھی ناممکنات کے درجے میں ہے' لیکن یہ عشق قرآنی کا اعجاز تھا کہ پورا مہینہ انہوں نے پیرانہ سالی کے باوجود یہ مشقت برداشت کی۔ کسی بھی معروف شخصیت کے انتقال پر بالعموم یہ تعزیتی جملہ رسماً کہا جاتا ہے کہ مرحوم کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا مدتوں پورا نہیں ہوگا —— لیکن میں علیٰ وجہ البصیرت یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ محترم حافظ صاحب مرحوم کے حوالے سے یہ بات صد فی صد درست ہے۔ آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے۔ اللّٰھم اغفرلہٗ وارحمہ وادخلہُ جنۃ الفردوس (آمین یا ربّ العالمین!) ❁❁